© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

جب کوئی غلط کار انسان کسی مذموم مقصد کے حصول کی خاطر کسی پاکیزہ چیز کا سہارا لیتا ہے تو اس کے اس فعل کو محاورے کی زبان میں یوں کہا جاتا ہے "شیطان کتاب مقدس کا حوالہ پیش کر رہا ہے" قریب قریب اسی محاورے کے مصداق مذہب کے وہ بگڑے ہوئے شیدائی ہیں جو زر پرستی کے جنون میں سادہ لوح عوام کے نہایت سطحی جذبات سے کھیلنے کے لیے مذہبی سوانگ رچاتے ہیں، مذہبی ڈراموں کا انتظام کرتے ہیں اور کروڑوں اربوں پونڈ خرچ کر کے مذہبی فلمیں تیار کر کے اپنی توانائیاں کھپا رہے ہیں اور جھوٹے پراپیگنڈے کے ذریعے لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ جو کام وہ سرانجام دے رہے ہیں اس کا مقصد صرف "دینی خدمت" ہی ہے اور یہی مقدس جذبہ ان کی ساری سرگرمیوں کا محرک و محور ہے۔ ان "خادمانِ مذہب" کی دینی خدمات کی نوعیت اس آبرو باختہ مغنیہ کے جذبہ دینی کی سی ہے جو یہ دیکھ کر کہ عوام کے دلوں میں محراب و منبر کے لیے کوئی کشش باقی نہیں رہی، ان پر خود قبضہ کر کے اور وہاں ناچ گانے کا دلچسپ پروگرام ترتیب دے کر معابد کو عوام کی توجہ کا مرکز بنانے کی کوشش کرے۔

جس طرح پاکیزہ کھانا پاکیزہ برتنوں میں اور پاکیزہ آداب کے ساتھ ہی کھایا جاتا ہے بالکل اسی طرح تبلیغ دین جیسا مقدس کام مقدس عزم، مقدس ہاتھوں اور مقدس انداز ہی سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے کیا کہا جائے کہ مسلمان بھی گمراہ قوموں کی نقالی میں تبلیغ دین کے لیے ایسے ذرائع اختیار کرنے لگے ہیں جو مسلک شیطان کے پرچار کے لیے تو کارآمد ہو سکتے ہیں مگر اللہ کے دین کی اشاعت کے لیے کسی طرح بھی سود مند ثابت نہیں ہو سکتے۔ ان مختلف ذرائع میں ایک اہم ذریعہ فلم ہے۔ جو لوگ تفریح کے اس ناپاک کاروبار کی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ شراب کی طرح یورپ کے تھکے ہارے مزدوروں، جن سے یورپی کارخانوں میں جانوروں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے بھی زیادہ کام لیا جاتا تھا، کے اعصابی تناؤ کو دور کرنے کے لیے ایک مؤثر آلۂ کار کی حیثیت سے شروع ہوئی۔ دولت کے حریص کارخانہ داروں کو مزدوروں کے استحصال کے لیے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ انہیں شراب کا رسیا بنا دیا جائے تاکہ مدہوشی کے عالم میں وہ بیچارے اس بات سے بے خبر رہیں کہ انہیں کس قسم کے مظالم کا تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے اور حیوانوں کی طرح کام کرتے کرتے جب ان کے اعصاب جواب دینے لگیں تو انہیں سستی تفریح کے ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جن سے اُن کے سفلی جذبات کی کسی حد تک تسکین ہو سکے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ ناپاک دھندا وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے اندر کوئی اخلاقی حس موجود نہ ہو۔ چنانچہ اس مذموم کام کے لیے صرف ان لوگوں نے اپنی دولت صرف کرنے پر آمادگی ظاہر کی جو معاشرے کی اخلاقی اقدار کو تباہ کر کے اور انسان کو پورا حیوان بنا کر اس سے ہر طرح کے ناجائز فوائد حاصل کرنے کے درپے تھے اور اس ناپاک مقصد کے حصول کے لیے ایسے افراد کی تلاش شروع ہوئی جو عوام کے سفلی جذبات سے کھیل کر اُن کی جیبیں خالی کرانے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جو صنعت اس قسم کے ناپاک عزائم کے ساتھ شروع ہوئی ہو اور اس نوعیت کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنے دائرہ کار کو پھیلا رہی ہو اس سے یہ توقع رکھنا کہ اسے پاکیزہ مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اسی طرح کی ابلہ فریبی ہے جس طرح کہ اسلام کا کوئی نادان دوست یہ سمجھ بیٹھے کہ مساجد کے اندر کلب کا ماحول پیدا کر کے عوام کو اللہ کے دین کا شیدائی بنایا جا سکتا ہے۔ اسے انسانیت کا ایک عظیم المیہ کہہ لیجیے کہ دورِ جدید میں اس نوعیت کی ابلہ فریبیوں کی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں جن میں نمایاں مثال مذہبی فلموں کے ذریعے دینِ حق کی تبلیغ کا دھندا ہے۔ چند سال پہلے سے یہ خبریں منظر عام پر آ رہی تھیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ماننے والے ان کی پاکیزہ زندگی کو فلما کر عوام کے دلوں میں ان کی محبت و عظمت کا نقش ثبت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اب یہ روح فرسا اطلاع ملی ہے کہ بعض سرپھرے مسلمان عیسائیوں کی تقلید میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں فلم تیار کرنے میں مصروف ہیں جو غالباً اس سال کے آخر تک نمائش کے لیے تیار ہو جائے گی۔

امریکہ میں مقیم ایک شامی کمیونسٹ مصطفٰے العقاد اس فلم کا ہدایت کار ہے جس نے میکسیکن، اطالوی، ہنگرین، یونانی اور دیگر یورپی اداکاروں اور فنی ماہرین کی ایک بہت بڑی تعداد کو اس فلم کی تیاری پر لگا رکھا ہے۔ فلم کی کہانی چار مصری ناول نویسوں، توفیق الحکیم، محمد علی ماہر، عبدالحمید جودا اور عبدالرحمٰن شرقوی نے مل کر لکھی ہے۔ پوشاک کی تیاری برطانوی نژاد مس ڈالٹن کے سپرد ہے۔ یہ وہ خاتون ہے جو اس سے قبل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی نوعیت کی ایک فلم " لارنس آف عریبیا " کے ملبوسات تیار کرکے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکی ہے مس لمڈالٹن کو قبل از اسلام عرب شاعری کے ترجمہ شدہ کچھ نمونے بھی مہیا کیے گئے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں وہ اُس دَور کے لیے موزوں لباس تیار کر واسکے ۔ فلم کی عکس بندی کا کام جیک ہل یارڈ کے ذمے ہے جو قدیم مناظر کو پیش کرنے میں بڑا ماہر خیال کیا جاتا ہے ۔ اس فلم میں معروف اداکار رہبری گریگ بھی شامل ہے جس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے کہ اُسے قرآن پاک کی کئی ایک سورتیں یاد ہیں اور اللہ کے کلام سے محبت کی وجہ سے جامعہ ازہر کے بعض علماء اُسے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔

ایک لبنانی نوجوان منیر نے حضورؐ کے چچا زاد بھائی سیدنا جعفر طیارؓ کا کردار ادا کیا ہے ۔ اسی طرح حضرت ابوسفیانؓ اور ہند کے کردار ادا کرنے کے لیے بھی بعض لبنانی اداکاروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں ۔ حضرت حمزہؓ کا کردار میکسیکو کے ایک ایکٹر انتھونی کوئن نے ادا کیا ہے ۔

اسلام کے ان " نادان دوستوں " نے شاید مسلمانوں کے ردعمل کے پیش نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین میں سے کسی کا کوئی کردار شامل نہیں کیا ۔ ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرحلے پر وہ مسلمانوں کے احساسات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس کی روشنی میں مستقبل کے لیے کوئی منصوبہ تیار کرسکیں ۔ اگر مسلمانوں نے اس ناپاک جسارت کو ایک مرتبہ گوارا کر لیا ، اور مسلم عوام الناس نے اس " دینی خدمت " کی پذیرائی کی تو جلد ہی ایسی فلمیں تیار ہونی شروع ہو جائیں گی جن میں حضورؐ سرور کائنات اور ان کے جلیل القدر اصحابؓ کے کردار کی عکاسی بھی ہوگی

موجودہ فلم کی تیاری پر دولت پانی کی طرح بہائی جا رہی ہے ۔ پہلے مرحلے پر تو مراکش ، لیبیا ، کویت اور بحرین سب نے مل کر اس منصوبہ کو بڑی فیاضی کے ساتھ مالی امداد فراہم کی لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے اس ناپسندیدہ کام پر سخت احتجاج ہوا تو لیبیا کے کرنل قذافی کے سوا باقی سارے فرمانروا اس کی امداد سے دستکش ہوگئے ۔ اب یہ فلم کرنل صاحب کے مالی اور اخلاقی تعاون سے تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے ۔ جب فلم کی تیاری کا منصوبہ بنایا گیا تو اس وقت عام خیال یہی تھا کہ اس کے لیے مراکش کی سرزمین اور ماحول ہی بہترین ثابت ہوگا اور کام کا آغاز بھی اسی ملک میں ہوا لیکن جب وہاں کے عوام نے اس پر شدید غم و غصّے کا اظہار کیا تو وہاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اس کی بساط لپیٹ دی گئی مگر لیبیا کے حکمران نے اپنے "جذبہ دینی" کے تحت اسے طرابلس کی سرزمین میں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیں تاکہ یہ جلد ہی پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے معلوم نہیں کرنل صاحب خواص و عوام کے شدید احتجاج کے باوجود اس فلم میں کیوں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار فرما رہے ہیں لیکن عام روایت یہی ہے کہ اس فلم کے بعض حصے جب انہیں دکھائے گئے تو وہ ان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ جو لوگ انسانی نفسیات سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی مصنوعی منظر کو دیکھ کر خواہ وہ کتنا ہی تکلیف دہ ہو آبدیدہ ہو جانا ذہنی ناپختگی اور سطحی جذباتیت کی دلیل ہوتی ہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں نے بڑے طمطراق کے ساتھ جو مذہبی فلمیں تیار کی تھیں اُن کے نتائج دیکھتے ہوئے فلمی دنیا سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد نے اس مشغلہ کو بیکار سمجھ کر ترک کر دیا ہے اور جن حضرات نے بڑے اخلاص کے ساتھ تبلیغ مذہب کے اس طریقے کو اپنانے کی کوشش کی تھی وہ کثیر مقدار میں مال و دولت اور محنت کے زیاں اور تجربات کی کڑی آزمائشوں سے گزر کر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ فلم کے ذریعے دین کی قطعاً کوئی خدمت نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے مذہب کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ مذہبی فلموں کے بہت سے منصوبے جو بڑی محنت سے تیار کیے گئے تھے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں لیکن اسے مسلم قوم کی بدقسمتی سمجھیے کہ اس کے بعض افراد اسی نوعیت کے ناکام اور اخلاق سوز تجربات کر کے اللہ کے دین کو رسوا کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

فلموں کے بعض احمق شیدائی ابھی تک اس بات پر مُصر ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے دین کی سربلندی کے لیے اسلامی فلمیں تیار کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنی چاہییں تاکہ حق کا بول بالا ہو لیکن اس طرح کی بے معنی باتیں کرنے والے غالباً فلم کے مضر اثرات سے یکسر ناآشنا نظر آتے ہیں۔ اسے محض اتفاق سمجھیے کہ جن دنوں یہ اشارات لکھے جا رہے تھے راقم الحروف کو ایسے کئی ایک "دردمندانِ ملت" کے خیالات سننے کے مواقع حاصل ہوئے جو فلم کی وساطت سے اشاعتِ اسلام کا مقدس فرض سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ان سے گفتگو کرتے ہوئے ہمیں اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ وہ پیسے کمانے اور شغل کی غرض سے یہ دھندا کرنا چاہتے ہیں ورنہ جہاں تک تبلیغ دین کا تعلق ہے وہ اس باب میں کوئی زیادہ پُر امید نہیں۔ یہ سوال چونکہ ہم سے بار بار کیا جاتا ہے کہ ہم مذہبی فلموں کی کیوں مخالفت کرتے ہیں اس لیے ہم یہاں اس کا جواب بڑے اختصار کے ساتھ عرض کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہماری مخالفت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ڈرامہ اور فلم دونوں کی بنیاد نقالی پر ہے۔ کچھ لوگ جنہیں نقالی کے فن میں مہارت حاصل ہوتی ہے وہ چند کرداروں کی نقل کر کے اسے تماشائیوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ وہ فن ہے جو انسان کے نہایت ہی سطحی جذبات، جن میں تفریح کا عنصر غالب ہوتا ہے کی تسکین کرتا ہے اس لیے دینی نقطۂ نظر سے یہ مفید ہونے کے بجائے سخت نقصان دہ ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ داڑھی کی مسلم معاشرے میں جو عزت و توقیر ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جس شخص کا چہرہ داڑھی سے مزین ہو اس کے لیے دل میں جذبۂ احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ اب ایک شخص آپ کے سامنے مصنوعی داڑھی لگا کر نمودار ہوتا ہے اور آپ کو اس بات کا علم بھی ہے کہ اس کے چہرے پر داڑھی کی سجاوٹ محض بناوٹ ہے تو کیا آپ اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی اس باریش شخص کے لیے اپنے دل میں کوئی جذبۂ احترام پیدا کر سکیں گے؟ احترام تو خیر بڑی بات ہے نقالی کی صورت میں تو اس دینی شعار کی تضحیک ہوگی۔ بالکل یہی ذہنی اور جذباتی کیفیت ان مقدس ہستیوں کے بارے میں پیدا ہوگی جن کے کرداروں کی نقالی عوام کے سامنے پیش کی جائے گی۔ بگڑے ہوئے اور آوارہ مزاج لوگ جب محض اداکاری کے ذریعے اللہ کے برگزیدہ بندوں کی سیرت کے کچھ پہلوؤں کو تماشائیوں کے سامنے لائیں گے تو ظاہر بات ہے کہ یہ تماشائی ان کے فن اداکاری کی داد تو ضرور دیں گے مگر نیکی اور پرہیزگاری کی نقالی سے قطعاً متاثر نہ ہوں گے کیونکہ جب کسی شخص کو معلوم ہو کہ پاکیزگی، خدا ترسی اور تعلق باللہ کے جو مناظر سامنے آرہے ہیں وہ سب بناوٹ ہے تو اس کے دل میں ان بزرگ ہستیوں کے لیے جذبۂ احترام کس طرح پیدا ہو سکے گا۔ وہ بھانڈ جو ایک نقال کی حیثیت سے کسی درویش کا سوانگ بھر رہا ہے وہ درویش کی تذلیل کا باعث تو بنتا ہے لیکن اس کی عظمت کا نقش کسی دل میں نہیں بٹھا سکتا۔ درویشی ایک خاص نوعیت کی پاکیزہ قلبی کیفیت کا نام ہے جسے وہ بھانڈ نہ تو اپنا سکتا ہے اور نہ اپنانے کا کوئی عزم اور ارادہ رکھتا ہے اس کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ اس درویش کی ظاہری وضع قطع کی بھونڈی نقالی کر کے اسے تماشائیوں کے سامنے اس انداز سے پیش کرے جس سے ان کی ضیافت طبع کا سامان ہو سکے اور وہ اسے چند سکے دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

فلم ساز "خادمانِ دین" کے طرز استدلال کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ انہوں نے اتباع اور نقالی کے مابین جو نہایت واضح فرق ہے اسے یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ کسی برگزیدہ ہستی کا اتباع خلوص پر مبنی ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور متبع ہر وقت اس بات کے لیے کوشاں رہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے پورے ڈھانچے کو ہادی کی ہدایت کے مطابق ڈھال لے لیکن ایک مخلص متبع کے برعکس ایک اداکار اپنی پوری زندگی تو اپنے ذوق کے مطابق فسق و فجور میں بسر کرتا ہے۔ اُس کے دل میں نہ تو کسی پاکیزہ زندگی کو اپنانے کی امنگ پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ اسے اپنے لیے موزوں سمجھتا ہے لیکن اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لیے کسی مقدس زندگی کے چند ایک واقعات کو اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ تماشائی اس کے فنی کمال کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

فلم تبلیغ دین کا اس بنا پر بھی ذریعہ نہیں بن سکتی کہ عوام تفریح کی غرض سے سینما گھروں کا رُخ کرتے ہیں اور تفریح طبع کی خاطر وہ وہاں کچھ وقت گزارتے ہیں۔ اس ذہنی کیفیت کا نتیجہ یہ ہے کہ سینما ہال کی پوری فضا فسق و فجور سے معمور ہوتی ہے اور انسان سفلی جذبات کی تسکین کے لیے ہی فلم سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس قسم کی اخلاق سوز فضا میں نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں بالکل اسی طرح کی طفلانہ باتیں ہیں جس طرح کہ کوئی سر پھرا بادہ خوار میخانے کے اندر نشہ میں غرق ہو کر اذان دینے لگے۔ اس ناپاک ماحول میں جو شخص بھی اس طرح کی حرکت کرے گا کیا وہ رندوں کی محفل میں اضحوکہ نہ بنے گا۔ جس طرح خدا کی محبت ایک پاکیزہ دل کے اندر ہی پیدا ہو سکتی ہے بالکل اسی طرح خدا خوفی اور خدا ترسی کے پاکیزہ جذبات پاکیزہ ماحول ہی میں پرورش پاتے ہیں۔ جب کوئی انسان پاکباز لوگوں کی پیروی میں خدا کے ساتھ اپنا رشتۂ عبودیت استوار کرنے کا عزم کرتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ذہنی کیفیت بدلتا ہے۔ پھر اپنے ماحول میں دینی تقاضوں کے مطابق تبدیلی لاتا ہے کیونکہ ان بنیادی تغیرات کے بغیر وہ صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ نہیں بن سکتا۔ ذہنی تبدیلی کا پہلا مظہر یہ ہے کہ انسان غیر سنجیدہ مشاغل چھوڑ کر سنجیدہ کاموں میں منہمک ہو جاتا ہے اور وہ ناپاک ماحول کو تیاگ کر پاکیزہ ماحول کی تلاش شروع کر دیتا ہے جو اللہ سے تعلق خاطر بڑھانے کے لیے زیادہ سازگار ہو۔

دنیا کا کونسا گوشہ ایسا ہے جو فرمانروائے حقیقی کی فرمانروائی سے باہر ہو لیکن اس کے باوجود دنیا کے سارے مذاہب نے احساسات عبودیت کو پروان چڑھانے کے لیے مساجد اور معابد کی تعمیر کا خاص التزام کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ خدا صرف ان عبادت گاہوں کے اندر ہی مقید ہے اور ان سے باہر اس کا وجود ناپید ہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تقدس کا جو ماحول یہ عبادت گاہیں فراہم کرتی ہیں وہ دوسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقامات پر میسر نہیں آتا - احادیث میں ماحول کے اس اختلاف اور انسانی طبائع پر اس کے اثرات کی متعدد مثالیں ملتی ہیں مثلاً حضورؐ نے منڈیوں اور بازاروں کو ناپسندیدہ مقامات قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو اس امر کی تلقین کی ہے کہ وہ مساجد میں اپنا دل لگانے کی کوشش کریں - اسی طرح حضور سرورِ دو عالم نے حمام سے بھی نفرت کا اظہار فرمایا ہے ۔ مسجد کی تعریف و توصیف اور اس کے مقابلے میں منڈی، بازار اور حمام سے بیزاری کا سبب آخر اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ مسجد کے ماحول میں جو تقدس، پاکیزگی اور روحانیت پائی جاتی ہے اس میں نہ صرف انسان اپنے آپ کو خدا سے قریب تر پاتا ہے بلکہ اس کے دل میں خدا کا قرب حاصل کرنے کی امنگ بھی اُبھرتی ہے ۔ مسجد کے برعکس منڈی اور بازار میں چونکہ انسان مال و دولت کے جمع کرنے میں منہمک ہوتا ہے اس لیے وہاں ہر وقت اس بات کا خطرہ لاحق رہتا ہے کہ وہ دنیوی مال و دولت کی محبت میں کھو کر خدا سے غافل نہ ہو جائے - یہی حال حمام کا ہے - وہاں انسان غیر سنجیدہ ذہن کے ساتھ داخل ہوتا ہے - اس وجہ سے وہ شرم وحیا کے اس معیار کو برقرار نہیں رکھ سکتا جو اسلام کا مطلوبہ معیار ہے اور بے تکلفی کی فضا میں بعض ایسی باتیں زبان سے نکال دیتا ہے یا بعض ایسی ناشائستہ حرکات کر بیٹھتا ہے جو ایک خدا ترس انسان کو کسی طرح بھی زیب نہیں دیتیں -

---

دینی نقطہ نظر سے فلم اور ڈرامے کے ان خارجی نقائص کے علاوہ ان کی داخلی ہیئت اس نوعیت کی ہوتی ہے کہ ان میں مذہب اور مذہبی اقدار کو صحیح انداز میں سمویا نہیں جا سکتا - ڈرامہ زندگی کی عکاسی کا نام نہیں بلکہ زندگی کے بعض واقعات کے اندر غیر معمولی ہیجان پیدا کر کے انہیں عوام کے سامنے پیش کرنے کی کوشش ناتمام کا نام ہے - کسی انسان کی سیرت خواہ وہ کتنی دلکش اور پاک ہو اس وقت تک ڈرامے کے لیے موزوں نہیں بن سکتی جب تک اس کے توازن کو درہم برہم کر کے اس کے اندر تصادم، تضاد، اُلجھاؤ نہ پیدا کر لیا جائے - پھر کسی کامیاب ڈرامے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں وحدت زمان، وحدتِ مکان، وحدتِ عمل اور وحدتِ تاثر شروع سے آخر تک قائم رہے - ڈرامے کے یہ سارے تقاضے ڈرامہ نگار کو اس بات کے لیے مجبور کرتے ہیں کہ وہ ایک فیصد حقیقت کے ساتھ ننانوے فیصد جھوٹ ملا کر اسے اس ہنرمندی سے پیش کرے کہ انسانی ذہن پر اس آمیزش کا ایک خاص اثر مترتب ہو - یہ بات چونکہ ذرا مشکل ہے اس لیے ہم چند مثالوں کے ذریعے اس کی وضاحت کرتے ہیں - چند سال پیشتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں ایک فلم تیار ہوئی جس کا مقصد یہ تھا کہ سیدنا (باقی بر صفحہ ۴۶)

© rasailojaraid.com